طاعون کے متعلق روایات
امداد البخاری فی شرح صحیح البخاری کی روشنی میں

محمد امداد حسین پیرزادہ
بانی و پرنسپل جامعہ الکرم

طاعون کی بیماری

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس علاقہ میں طاعون آجائے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے نہ نکلو۔ (بخاری: ۵۷۲۸: کتاب الطب: باب ۳۰)

☆ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب وہ سرغ کے مقام پر پہنچے تو ان کو اطلاع ملی کہ شام میں وباء پھیل چکی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی علاقہ میں اس (طاعون) کے بارے میں سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس علاقہ میں طاعون آجائے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے فرار اختیار نہ کرو۔ (بخاری: ۵۷۳۰: کتاب الطب: باب ۳۰)

طاعون ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے کئی لوگ فوت ہو جاتے ہیں۔ یہ پہلی امتوں کے لئے تو عذاب تھی لیکن جو مسلمان طاعون سے فوت ہو جائے، اس کو آخرت میں شہادت کا درجہ ملے گا۔

طاعون والے علاقہ میں جانے سے اس لئے منع کیا گیا ہے تاکہ شیطان اس کے دماغ میں موت کا وسوسہ ڈال کر اسے پریشان نہ کرے اور اگر کسی کے اپنے علاقہ میں طاعون آجائے تو اس کے ڈر سے نہ بھاگے کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور موت طاعون کے بغیر بھی آجاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا: مر جاؤ، پھر انہیں زندہ فرمایا۔ ﴾ (قرآن: ۲: ۲۴۳) یعنی پہلی امتوں میں سے ایک جماعت کے علاقہ میں طاعون کا مرض پھیل گیا اور وہ موت سے بچنے کے لئے گھر چھوڑ کر بھاگ نکلے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی اور کچھ عرصہ بعد دوبارہ زندہ کر کے واضح کر دیا کہ موت سے فرار ممکن نہیں ہے۔

متعدی امراض کا مسئلہ

☆ حضرت عمرو بیان کرتے ہیں کہ یہاں ایک شخص تھا جس کا نام نواس تھا۔اس کے پاس ایک بیمار اونٹ تھا۔حضرت ابن عمرؓ گئے اور نواس کے ساجھی (شریک) سے وہ اونٹ خرید لیا۔پھر نواس کا شریک نواس کے پاس آیا اور اسے بتایا: ہم نے وہ اونٹ فروخت کر دیا ہے۔نواس نے پوچھا: کس کو فروخت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ایک بوڑھے شخص کو جس کی شکل وصورت ایسی ایسی تھی۔نواس نے کہا: تم پر افسوس ہے، اللہ کی قسم! وہ تو حضرت ابن عمرؓ تھے۔ پھر نواس حضرت ابن عمرؓ کے پاس آیا اور کہا: میرے شریک نے آپ کو بیمار اونٹ فروخت کر دیا ہے اور اس نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔حضرت ابن عمرؓ نے کہا: تم اس اونٹ کو لے جاؤ۔راوی بیان کرتا ہے: جب وہ اونٹ ہانک کر لے جانے لگا تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا: اس اونٹ کو یہیں رہنے دو! ہم رسول اللہ ﷺ کے اس فیصلہ پر راضی ہیں کہ کوئی بیماری (بذات خود) متعدی نہیں ہوتی۔ (بخاری:۲۰۹۹: کتاب البیوع: باب ۳۶)

زمانہ جاہلیت میں لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ بعض امراض خود بخود متعدی ہو جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ چاہے یا نہ چاہے، بہر حال تندرست شخص جب کسی ایسے بیمار کے پاس جاتا ہے تو بیماری خود بخود تندرست شخص کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔نبی کریم ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے اس عقیدہ کی نفی کے لئے فرمایا کہ امراض خود بخود متعدی نہیں ہوتے، اگر ایسا ہے تو پھر پہلے شخص میں یہ بیماری کہاں سے آئی تھی؟ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کوئی مرض متعدی ہے اور نہ ماہ صفر کی نحوست ہے اور نہ الّو کی نحوست ہے۔ایک دیہاتی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اونٹوں کو کیا ہے جو ریت پر اس طرح تیز چلتے ہیں گویا ہرن ہیں پھر ایک خارش زدہ اونٹ ان کے درمیان داخل ہوتا ہے تو وہ ان کو بھی خارش لگا دیتا ہے۔آپ نے فرمایا: پھر پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی تھی؟ (بخاری:۵۷۱۷: کتاب الطب: باب ۲۵)

پانی میں بذات خود پیاس بجھانے کی تاثیر ہرگز نہیں ہے کیونکہ مؤثر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے پانی میں پیاس بجھانے کی تاثیر پیدا کر دی ہے اور اس کو پیاس بجھانے کا سبب بنا دیا ہے۔اسی طرح امراض خود بخود متعدی نہیں ہوتے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اور چیزوں کے اسباب بنائے ہیں اسی طرح بعض امراض کے متعدی ہونے کو بھی بیماری کا سبب بنایا ہے۔اس سلسلہ میں درج ذیل دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

☆ حضرت ولید بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک کوڑھی کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنی ناک مبارک کو ڈھانپ لیا۔آپ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا: نہ کوئی متعدی مرض ہے اور نہ کوئی بدشگونی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔(مصنف ابن ابی شیبہ: جلد۶:ص۶۲۲: کتاب الادب: باب من رخص فی الطیرۃ)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کوئی مرض متعدی ہے اور نہ بدشگونی ہے اور نہ الو کی نحوست ہے اور نہ ماہ صفر کی نحوست ہے۔اور جذام (کوڑھ) والے مریض سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔(بخاری:۵۷۰۷: کتاب الطب: باب ۱۹) اس حدیث کی شرح میں علامہ عینی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجذوم کے ساتھ تندرست کے اختلاط کو اس مرض کے متعدی ہونے کا سبب غالب بنا دیا ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس ضرر سے خبردار فرمایا جو کوڑھی سے اختلاط کے وقت بحکم الٰہی ظہور میں آئے گا۔(عمدۃ القاری: جز۲۱:ص۲۴۷)

طاعون میں صبر کرنے والے کا ثواب

☆ حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں: حضرت انس بن مالکؓ نے مجھ سے پوچھا: (تمہارا بھائی) یحیٰ کس سبب سے فوت ہوا تھا؟ میں نے جواب دیا:

طاعون سے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاعون (کی بیماری میں مرنے والے) ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔ (بخاری: ۵۷۳۲: کتاب الطب: باب ۳۰)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے اور طاعون کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔ (بخاری: ۵۷۳۳: کتاب الطب: باب ۳۰)

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم نے انہیں بتایا: طاعون ایک عذاب ہے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مومنین کے لئے رحمت بنادیا ہے، جس بندے کے شہر میں طاعون پھیل جائے اور وہ صبر کرتے ہوئے اپنے شہر میں ٹھہرا رہے اور یقین رکھے کہ اسے صرف وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دی ہے تو اس کو شہید کی مانند اجر ملے گا۔ (بخاری: ۵۷۳۴: کتاب الطب: باب ۳۱)

شہید وہ ہے جسے ظلم کے طور پر قتل کیا جائے خواہ وہ جنگ میں قتل ہو خواہ اسے کوئی باغی، کوئی دشمنِ اسلام یا کوئی ڈاکو قتل کردے۔ (الاحکام الفقهية) شہید کا حکم یہ ہے کہ اسے غسل نہ دیا جائے اور اسے ان ہی کپڑوں میں کفن دیا جائے جو اس نے شہادت کے وقت زیب تن کر رکھے تھے۔ قیامت کے دن جب شہید اٹھے گا تو اس کا خونِ شہادت بہہ رہا ہوگا، دیکھنے میں تو وہ خون ہوگا مگر اس سے کستوری کی خوشبو آرہی ہوگی۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر زخم جو مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگایا جاتا ہے وہ قیامت کے دن اسی کیفیت میں ہوگا جب اسے زخم لگا تھا، اس سے خون بہہ رہا ہوگا، اس کا رنگ خون جیسا ہوگا لیکن خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (بخاری: ۲۳۷: کتاب الوضوء: باب ۷۱)

ان احادیث میں شہید کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک اور حدیث میں شہید کی پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہداء پانچ ہیں: جو طاعون سے فوت ہو، جو پیٹ کی بیماری سے فوت ہو، جو پانی میں ڈوب کر فوت ہو، جو کسی چیز کے نیچے دب کر فوت ہو اور جو اللہ کی راہ میں شہید ہو۔ (بخاری: ۲۸۲۹: کتاب الجہاد: باب ۳۰) ایک اور حدیث میں شہید کی مزید چار قسمیں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا وہ شہید ہے، جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا، جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا یا جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا گیا یہ سب شہید ہیں۔ (ابوداؤد: ۴۷۷۲: کتاب السنة: باب ۲۸) اسی طرح بعض احادیث میں موقع ومحل کے مطابق تین اور سات کی تعداد بیان کی گئی ہے اور انفرادی طور پر بھی کئی دیگر قسم کی اموات کو شہادت کا درجہ دیا گیا ہے مگر حقیقی شہید صرف وہی ہے جس کی تعریف اوپر بیان کی گئی ہے اور اس کا غسل اور کفن بھی نہیں ہوگا بلکہ اس کو اس کے اپنے کپڑوں میں ہی دفن کردیا جائے گا۔ احادیث میں جن دیگر شہداء کا ذکر ہے وہ حکمی شہید ہیں، حقیقی شہید نہیں ہیں یعنی آخرت کے حکم میں شہید ہیں دنیاوی احکام میں شہید نہیں ہیں، ان کو عام مسلمانوں کی طرح غسل اور کفن دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کا درجہ اور اجر وثواب عطا فرمائے گا لیکن حقیقی اور حکمی شہیدوں کے ثواب میں بہت فرق ہوگا۔ (تفہیم البخاری: ج۳: ص۷۰۹)

فقیر: محمد امداد حسین پیرزادہ (بانی و پرنسپل جامعہ الکرم برطانیہ) اپریل ۲۰۲۰ء